رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۹

THE AKHBAR ALHAKAM

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی (عرفانی)

قیمت ہر حالت میں
پیشگی لی جائیگی
والیان ریاست
اور امراء سے
۵۰
سرپرستان سے
۲۰
معاونین الحکم
سے ۱۰
عوام سے عہ

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے بفضل اللہ تعالیٰ ۷-۱۴-۲۱-۲۸-کو ہر انگریزی مہینہ کی شائع ہوتا ہے *

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۵ مورخہ چہاردہم ۱۴ ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء یوم چہارشنبہ نمبر ۱۱

فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لئے تمہاری قربانی کی ضرورت ہے

امتحان کی گھڑی آپہنچی

۱۵۰ ڈیڑھ سو فداکار اس میدان میں آگے بڑھیں

یہ کوئی مخفی امر نہیں کہ مسلمانوں کی شامت اعمال نے انہیں اب بالکل موت کے گڑھے پر لا کھڑا کیا ہے اور اگر انہوں نے اسوقت عاقبت اندیشی اور خدا ترسی سے اپنے فرض کو شناخت نہ کیا تو وہ اپنے ہاتھ سے موت کے وارنٹ پر دستخط کریں گے اور آپ اپنی ہستی کو فنا کر دینے والے ہوں گے۔ انہوں نے سیاسی عارضی بیداری کو حیات ملی یقین کیا حالانکہ اس شور و شغب میں وہ اپنی قوت اور روح کو کمزور کر رہے تھے ہندو مسلم اتحاد کے منبج پر انہوں نے مذہبی غیرت کو قربان کیا۔ اور اسکا نام انہوں نے مذہبی رواداری رکھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ

آج ہندو بھائی برادران یوسف بنکر چھ لاکھ فرزندان توحید کو مرتد و مشرک کرنیکے لیئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں

اور ہمارے سیاسی لیڈر اور سیاسی علماء کانگریس کی پارٹیوں میں صلح کرانے میں مصروف ہیں اور سوراجیہ کی دھن میں اپنی حکومت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

آریوں کی اس جدوجہد کا مرکز ملکانہ قوم کی بستیاں قرار پایا ہے اور اس میدان میں ان کے نوجوان۔ بوڑھے۔ سنیاسی سادھو۔ عالم و جاہل۔ غریب و دولتمند اپنے اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ جو کل تک سیاسی پلیٹ فارموں سے صلح کا جھنڈا ہاتھ میں لیکر مسلمانوں کو سیاسی مسلک میں اپنے ساتھ ملانے کے وعظ کہتے تھے آج وہ اسلام کے لخت جگروں کو ہم سے چھین لینے کو نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

مگر مسلمان علماء اور سیاسی لیڈر اب بھی ان سے ہاتھ ملائے ہوئے پھرتے ہیں کہ

اسلام جائے تو جائے مگر انکے اتحاد میں فرق نہ آئے

انگریزوں سے ترک موالات کے فتوے انکے یہاں طیار پڑے تھے جو مذہب میں مداخلت نہ کرتے تھے لیکن آریوں کے ساتھ اتحاد کی شان بڑھاتے ہیں ان بجیس لیڈروں کو شرم نہیں آتی

یو۔ پی کے ایک بہت بڑے حصہ میں ملکانہ قوم آباد ہے جنکو ہم [illegible] مسلمان ہے آریوں نے عزم کر لیا ہے [illegible] سال کی اندرونی ریشہ دوانیاں اور مخفی کارروائیوں کے بعد ہوا ہے

ان چھ لاکھ ملکانوں کو آریہ بنایا جاوے

اس سے بڑھ کر ہمارے لیئے امتحان کا نازک وقت کونسا ہوگا

ہماری زندگی کا مشن اس سلسلہ کے قیام کی غرض و بعثت

اشاعت و حفاظت اسلام ہے

اور یہ فتنہ اگر فرو ہوگا تو اللہ کے فضل و کرم سے اسی جماعت کے ہاتھ پر ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلام کے نادان دوست اس میں بھی ہماری مخالفت کریں گے اور ان سے کسی قسم کی امید کی توقع نہیں لیکن

ہمارا امام درد اسلام کی اس آگ کو دیکھ نہیں سکتا اس نے جب سے اس فتنہ کے متعلق خبر پائی ہے وہ بیقرار ہے بیچین ہے اسکا دن اسکی رات اسکے فرو کرنے کی فکر اور تجویز میں ہو رہا ہے اور فوری تجاویز پر عمل شروع ہو گیا ہے۔ اخبارات میں ہم اس سکیم اور تجاویز کو پیش کرنا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔

۹ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء کے جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اس فتنہ کے انسداد کے لیئے جماعت میں اعلان کر دیا ہے اور ڈیڑھ سو فداکاروں کو طلب کیا ہے۔ جو اپنے خرچ پر اس فتنہ کے فرو کرنے والے مشن میں شریک ہو سکیں یہ تعداد بہت بڑی تعداد نہیں ۶ لاکھ روحوں کو بچانے کا سوال ہے اور چھ لاکھ نہیں۔

بلکہ ہندوستان میں اسلام کی موت اور حیات کا سوال ہے لیکن **احمد جری اللہ فی حلل الانبیاء** کے [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر شائع کیا

تم اپنے اخلاص اور اطاعت کی روح نے کر آگے بڑھو تو تم خدا کے فرشتوں کو آسمان سے اُترتے خود دیکھ لوگے اور قرآن مجید کی ان آیات کی تصدیق اپنی آنکھوں سے کروگے جن میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مومنوں کی تائید و نصرت میں فرشتوں کو اتارا ۔ اصل یہ سچ ہے کہ ڈیڑھ سو آدمیوں کی تعداد بہت ہی کم ہے یہ بالکل درست ہے کہ ہم آریہ قوم کا مقابلہ روپیہ سے بھی نہیں کر سکتے مگر یہ بھی سچ ہے کہ

ہم اس سلسلہ کے خادم اور علم بردار ہیں
جو کامیاب ہونے کے لیئے آیا ہے۔

اور جو اسلام کو غالب کر کے دکھائے گا۔ اور شیطان کی آخری جنگ میں فتحمند ہونا اسکا خاصہ ہے۔

خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا گیا اور شام تک قادیان ہی سے ایک معقول تعداد

ان فداکاروں کی کھڑی ہو گئی ہے

جو اللہ کے فضل و رحم سے اسلام کی اس جنگ میں شریک ہونے کو ہر وقت طیار ہیں۔ جو جوش میں قادیان کی فضاء میں دیکھتا ہوں وہ ہے پایا جاتا ہے کہ

غالباً قادیان ہی کی غریب جماعت اس تعداد کو پورا کردیں تو اس مقصد کے لیئے اپنی درخواست بھیجدیں۔ یہ لوگ واعظین اور مبلغین ہوں گے۔

اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح نے پچاس ہزار روپیہ کی اس مقصد کے لیئے تحریک کی ہے اصل تحریک آپ کے خطبہ کے الفاظوں میں شائع ہو جائیگی۔ یہ امن اور موعظہ حکمۃ کا جہاد ہے دیکھو اس میں پیچھے نہ ہٹ جانا۔

ان ڈیڑھ سو آدمیوں کو فی الحال تین ماہ کے لیئے اپنی زندگی وقف کرنی ہوگی اور تین ماہ تک کے لیئے جب انہیں ایک سال کے اندر بلایا جاوے اس مقصد کے لیئے آجانا ہوگا۔ کوئی خرچ کسی قسم کا ان کو نہیں دیا جائے گا۔ ہر قسم کے اخراجات خود ان کو اپنی جیب سے کرنے ہوں گے۔ اور اپنی اہل و عیال کے اخراجات کا انتظام اپنی غیر حاضری میں بھی خود ہی کرنا ہوگا۔ ہاں یہ لوگ اپنے حالات کے لحاظ سے تمنا کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی درخواستوں میں یہ صراحت کر دیں کہ سال کے کس سہ ماہی میں انکو طلب کیا جائے۔ غرض اسوقت ہمارا فرض نازک اور کام وسیع ہو گیا ہے زندہ خدا کی پرستار زندہ قوم کو اپنی زندگی کا ایک اور ثبوت دینا چاہیئے یہ ایک آگ ہے جو دشمن اسلام میں لگائی گئی ہے اسکو دور سے دیکھنا دانشمندی اور ایمان کے خلاف ہے

آں تشنہ افتادہ در چشمہ بخیزید ایں بلاں
دیں نیش از دور کار مردم دیندار نیست

ہمارا کام صرف ان چھ لاکھ کو بچانا نہیں بلکہ ہمارا فرض اس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ ہم نے

دنیا کے ایک ایک انسان کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے لانا ہے
ایک فقیر سے لیکر دنیا کے شاہنشاہوں تک کو

توحید کے آستانہ پر لانا ہے

ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایک اولوالعزم کی جماعت میں شریک کیا ہے۔ نزاکت اور آرام [illegible] کے لیئے ہم کو پیدا نہیں کیا گیا۔ اسلیئے ہر قسم کی سستیاں چھوڑ کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنے عمل سے دکھا دو کہ

تمہارے ہی ہاتھ پر اسلام کی زندگی کا فیصلہ ہے

یہ فتح و ظفر کی کلید جس مظفر کو دی گئی ہے وہ خدا کے فضل سے تمہارا امام ہے۔ اسے بھی یاد رکھو کہ علم الٰہی میں یہ مقدر ہو چکا ہے کہ اسلام کامیاب ہو کر رہے گا۔ تمہاری کوشش اور سعی تمہارے مدارج کے بلند کرنے اور تمہارے درجات کے ترقی دینے کے لیئے ہے

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانی است ایں بہر حالت شود پیدا

پس اٹھو آگے بڑھو کہ خدا کے فرشتے آسمان سے تمہیں سلام و برکت کے ہدیئے لے کر اُتر رہے ہیں +

فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لیئے فداکاروں کا جوش

فدائیوں کی درخواستوں کی بھرمار

مندرجہ بالا سطور کی سیاہی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ اس جوش نے جو قادیان کی احمدی جماعت میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے اعلان کی قبولیت نے پیدا کیا ہے مجھے یہ نوٹ لکھنے پر مجبور کر دیا۔ قادیان کی غریب جماعت پر خدا کے رحم اور فضل کی برکات نازل ہو رہی ہیں کوئی دوسرا اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ درخواستوں کی اسقدر بھرمار ہے کہ

ڈیڑھ سو کی تعداد بہت ہی کم معلوم ہو گی

اور اگر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس سے زیادہ آدمی نہ لینے چاہے تو تعجب نہیں قرعہ اندازی کی نوبت آئے ایک ہی وقت میں ہر قسم کے لوگوں کا کھڑا ہو جانا اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی سعی کرنا معمولی بات نہیں یہ اس روح کی قوت اور اثر ہے جو اس سلسلہ کی مشین کے لیئے بطور موٹر کے کام کر رہی ہے۔ کل ۱۰ مارچ ۱۹۲۳ء کو بعد نماز عصر ایک ساٹھ سالہ سے متجاوز بنگالی بزرگ نے کھڑے ہو کر اپنے جوش کا اظہار کیا اسکے دو بیٹوں نے اپنی زندگی خدمت دین کے لیئے وقف کی ہوئی ہے۔ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اپنی بنگلہ زبان میں عرض کیا کہ حضور نے فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لیئے جو زندگی وقف کرنے کے لیئے فرمایا ہے میرے دو بچے بھی اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے مجھے خیال گزرتا ہے کہ ممکن ہے انہیں یہ وسوسہ دامنگیر ہو کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور کمزور ہے اور معلوم نہیں وہاں کیا پیش آئے اور اسکا اثر ہمارے باپ پر کیا پڑے میں اس مجلس میں آپ کو اور سب بھائیوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ خدمت دین میں اگر جان بھی جائے تو میرے لیئے یہ ذرا بھی رنج کا مقام نہ ہوگا اور دو کیا اگر بیس بیٹے بھی ہوں اور وہ اس راہ میں ایک وقت میں مارے جاویں تو میں سنکر انشاء اللہ تعالیٰ ہنس دوں گا اور ذرا سا بھی مجھے افسوس نہ ہوگا بلکہ خوشی ہوگی کیونکہ یہ عزت اور یہ موقعہ ہر شخص کو نصیب نہیں ہو سکتا اسلیئے میں انکو کہتا ہوں کہ اگر ان کے گوشۂ دل میں یہ خیال گزرے بھی تو اسکو نکال دیں اور وہ تو جوان ہیں میں خود بڈھا ہوں اس راہ میں جانیکے لیئے طیار ہوں کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی خوشی ہو سکتی نہیں۔ یہاں کی تقریر کا خلاصہ ہے جو خلاصہ ہے حقیقت میں خلوص اور کامیاب قوم کے ہر فرد بشر کے اندر جب تک یہ جذبہ پیدا نہ ہو کہ اپنی زندگی اپنے مال اور آبرو کو وہ اس حق پر قربان کرنے کیلئے ہر وقت طیار ہے اور ان چیزوں سے الگ ہو جانا اسکے لیئے بہت ہی آسان ہے اسوقت تک وہ

برکات اور فضل نہیں آتے جو فدینا بذبح عظیم

کے ماتحت آیا کرتے ہیں۔ اسوقت اسلام کا احیا اور اس کا اظہار علی الادیان ایک قربانی کو چاہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی سچ فرمایا ہے

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسکی راہ میں مرنا۔

یہی وہ حقیقت اسلام ہے جو مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ میں تعلیم دی گئی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ دنیا پر اس کی حقیقت کھولی جاوے کہ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا تھا وہی کونہ کا سرا ہوا کفر اپنی پوری طاقت اور پورے سامان کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہوا ہے اور اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ

فرزندان اسلام کو شرک کے آستانہ پر کھڑا کرے

لیکن خدا نے یہ ارادہ کیا ہے کہ حق ظاہر ہو وہ اپنی معجز نمائی سے اپنے بندہ کو کھڑا کرے گا اور اپنے نام کی چمکار دکھاوے گا کچھ شک نہیں اسباب بہت شکن ہیں اور مقابلہ زبردست اور سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی اندرونی اختلافوں نے بہت برا اثر پیدا کیا ہوا ہے لیکن مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کرنیکی گھڑی آپہنچی ہے جب انہوں نے خدا کی نعمت کو رد کیا اور ہنسی میں اڑا کر ٹھکرا دینا چاہا تب خدا تعالیٰ نے

یہ امتحان ان کے لیئے نازل کر دیا ہے

یہ وہی امتحان ہے جس میں کچھ پکڑے جائیں گے اور بعض چھوڑے جائیں گے۔ حضرت اولوالعزم نے اس فتنہ کے انسداد کے لیئے عزم کیا ہے وہ اس میدان میں حضرت کرشن کی تبلیغ کے فرض کو لے کر آرہا ہے اور احمدی جماعت کے ہر طبقہ کے لوگ اسکی پکار پر لبیک کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہائی سکول کے اساتذہ اور احمدیہ سکول کے پروفیسر اور طلباء اور اخباروں کے ایڈیٹر اور دوسرے لوگ اس مقصد کے لیئے طیار ہو چکے ہیں اور بہت جلد مجاہدین

اَللّٰهُ اَکْبَر

کہتے ہوئے اس میدان میں نکلنے کو ہیں۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ آمین +

تذکرۃ المہدی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات میں دوسرے حصہ کا ساتواں نمبر چھپ چکا ہے اب دوسرے حصہ کا چھٹا نمبر عنقریب انشاء اللہ چھپنے والا ہے جنکو ضرورت ہو اور اسکے خریدار رکھتے ہیں وہ صرف ایک کارڈ سے مطلع فرمائیں۔

محمد سراج الحق نعمانی احمدی قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا اعلان فتنۂ ارتداد کے انسداد کے متعلق

۶ر مارچ عصر کے بعد درس القرآن سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

جماعت احمدیہ کا اخلاص و ایثار

میں نے پچھلے جمعوں کے خطبات میں اس بات پر خصوصیت سے تقریریں کی ہیں۔ کہ ہماری جماعت کے اخلاص دینی قربانی اور ایثار کا نمونہ اور کہیں نہیں پایا جاتا۔ اور میں نے امید ظاہر کی تھی۔ اور سچے طور پر ظاہر کی تھی۔ کہ اگر ہماری جماعت کے لوگوں کو اسلام کے لئے جانیں پیش کرنے کی بھی ضرورت پڑے گی۔ تو وہ اس سے دریغ نہ کریں گے میری یہ امید بلاوجہ نہ تھی۔ اور نہ بلا ضرورت تھی۔ بلاوجہ تو اس لئے نہیں۔ کہ ہماری جماعت کی عورتیں جو گو دین کے متعلق اخلاص اور محبت میں بہت بڑھی ہوئی ہیں لیکن علمی لحاظ سے مردوں سے بہت پیچھے ہیں۔ ان کے متعلق خطرہ ہو سکتا تھا۔ کہ شاید دین کے لئے قربانی نہ کر سکیں۔ لیکن جب ان کا موقع آیا۔ تو انہوں نے قربانی اور ایثار کا بے نظیر نمونہ پیش کیا۔

راجپوتوں کا ارتداد

اور میری امید بلا ضرورت اس لئے نہ تھی۔ کہ ایک بات جس کے متعلق میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا۔ وہ ہماری جماعت کے لوگوں کے جانی قربانی کے لئے تیار ہونے سے ہی ہو سکتی تھی۔ وہ ضرورت جس پر میں ایک ماہ سے زیادہ عرصہ سے غور کر رہا تھا۔ اور اس کے متعلق سوچ رہا تھا۔ وہ سلسلہ ارتداد ہے۔ جو یو۔ پی میں شروع ہو گیا ہے۔ اس علاقہ میں ایک قوم جو ۴ لاکھ کے قریب ہے۔ اس میں آہستہ آہستہ آریوں نے ارتداد پھیلانے کی کوشش شروع کی ہوئی تھی۔ اور اب حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ قریب ہے وہ تمام کی تمام قوم آریہ ہو جائے۔ وہ لوگ ہندو نہیں کہلاتے۔ بلکہ ملکانے کہلاتے ہیں۔ اور ان میں بعض رسوم مسلمانوں کی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً وہ مسلمان مولویوں سے نکاح پڑھواتے ہیں۔ مگر پنڈتوں سے بھی نکاح پڑھوا لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض ختنہ کراتے ہیں۔ اور بعض نہیں کراتے۔ بعض مردوں کو دفن کرتے ہیں اور بعض جلاتے ہیں۔ کھانے پینے میں مسلمانوں سے چھوت چھات رکھتے ہیں۔ سروں پر بودی رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کی حالت چونکہ معلوم نہ تھی۔ اس لئے میں نے سنہ ۱۹۱۵ء میں ان کا حال معلوم کرنے کے لئے یہاں سے دو تین آدمیوں کو بھیجا تھا۔ عبد الصمد صاحب پٹیالے والے کو اور فلاسفر صاحب کو اور غالباً اسی علاقہ میں بدر الدین صاحب کو جو اب لنگر میں کام کرتے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے ایسی کم ہمتی دکھائی۔ کہ یونہی چند دورے کر کے واپس آ گئے۔ اور صحیح حالات کا پتہ نہ لگا کر نہ لائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اس طرف سے خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ اور دوسرے لوگوں کو تو اس کی فکر ہی نہ تھی۔ مگر آریوں نے آہستہ آہستہ کوشش جاری رکھی۔ اور اب یہ حالت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ وہ سارے لوگ آریہ ہونے والے ہیں۔ اور آج ہی وہاں سے جو آدمی ہو کر آیا ہے۔ وہ بتاتا ہے۔ کہ ان کی ایسی حالت ہو گئی ہے کہ ایک گاؤں میں کچھ لوگ انہیں سمجھانے کے لئے جانے لگے۔ تو انہوں نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر کوئی یہاں آیا۔ تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔

ایسے موقع پر غیر احمدیوں سے یہ امید رکھنا کہ وہ کچھ کرنے کی کوشش کریں گے۔ فضول ہے۔ چنانچہ آنے والے آدمی نے بتایا ہے۔ کہ جب ان لوگوں نے قتل کی دھمکی دی۔ تو غیر احمدی جو روانہ ہوئے تھے۔ واپس آ گئے۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں۔ قتل ہی ایسے علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔ اور ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر ایک دو تین آدمی قتل ہو جائیں۔ تو اس ساری قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکتے ہیں۔ اول تو یہ بات ہی باطل معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ تبلیغ کرنے والوں کو قتل کر دیں گے۔ لیکن اگر ایک کو قتل کریں۔ تو دوسرا اس کی جگہ چلا جائے۔ اور دوسرے کو قتل کریں۔ تو تیسرا روانہ ہو جائے۔ تو وہ لوگ ضرور ارتداد سے بچ جائیں گے۔ کیونکہ اس طرح ان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہم کوئی ایسی قیمتی چیز کھونے لگے ہیں۔ جس کے لئے یہ لوگ جانیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور دے رہے ہیں۔

ہر قربانی کیلئے تیار ہو جاؤ

میں نے اس کے متعلق ایک سکیم تیار کی ہے چونکہ اس وقت یہاں لوگ تھوڑے ہیں۔ اس لئے ارادہ ہے۔ کہ جمعہ میں اس سکیم کا اعلان کروں۔ لیکن چونکہ مرکز کے لوگوں کا زیادہ استحقاق ہے۔ کہ قربانی کریں۔ اور یہ زیادہ مستحق ہیں۔ کہ قربانی کے لئے تیار ہونے کا انہیں سب سے پہلے علم ہو۔ اور سب سے پہلے اخلاص کا اظہار کریں۔ اس لئے یہاں کی جماعت کو میں نے پہلے سنا دیا ہے تا جن لوگوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ وہ اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار رکھیں۔ یہ ہماری جماعت کے لئے اس قسم کا پہلا موقع ہے۔

یہ تقریر اگرچہ صرف مقامی اصحاب کے لئے بطور اطلاع ہے۔ اور ساری جماعت کے لئے مکمل اعلان انشاء اللہ اگلے اخبار میں شائع ہوگا۔ لیکن بیرونی احباب کو چاہیے۔ کہ ابھی سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے اعلان پر لبیک کہنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ اس سرزمین میں جہاں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث کیا۔ ایسا خطرہ جو یو۔ پی میں پیش آ گیا ہے۔ ہمارے لئے نہایت ہی اہم ہے۔ ہمارا

فرض ساری دنیا کو مسلمان بنانا ہے۔ اور اس کے لئے ہم یورپ اور امریکہ میں کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ہندوستان ہی کے لاکھوں انسانوں کو ہم اسلام کے جھنڈے تلے نہ لا سکے۔ اور ہمارے دیکھتے دیکھتے ان کو آریہ یا ہندو بنا لیا گیا۔ تو یہ کس قدر افسوسناک بات ہوگی۔

پس ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ جانی اور مالی طور پر اس فتنہ کو دور کرنے میں حصہ لینے کے لئے اپنے آپ کو جلد سے جلد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور پیش کر دیں۔ پھر جن کو حضور مناسب سمجھیں گے۔ روانگی کا حکم دے دیں گے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ خطبہ جمعہ (۹ مارچ) میں جو سکیم بیان فرمائی ہے۔ اور جو انشاء اللہ اگلے پرچہ میں مفصل درج ہوگی۔ اس میں حضور نے اپنے آپ کو پیش کرنے والوں کے لئے یہ شرطیں پیش کی ہیں۔ (۱) انہیں اپنے خرچ پر وہاں جانا اور اپنے ہی خرچ پر وہاں رہنا ہوگا۔ وہاں رہنے کی کم از کم مدت تین ماہ ہوگی (۲) اپنے گھر کا خرچ بھی انہیں خود برداشت کرنا ہوگا۔ سلسلہ کی طرف سے کوئی مدد نہ دی جائے گی۔ (۳) احکام کی نہایت سختی کے ساتھ پابندی کرنی ہوگی۔ اور جو بھی حکم ملے۔ اسے بلا چون و چرا تسلیم کرنا ہوگا۔

چونکہ ارتداد کا فتنہ مدتوں کی سوچی ہوئی تجویزوں اور پورے پورے انتظامات کے ساتھ پھیلایا جا رہا ہے۔ اور بڑی کثرت سے آریہ اور ہندو اس وسیع علاقہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی بڑی وسیع کوشش اور سعی کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے بہت سے آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اخراجات کا بھی سوال ہے۔ جماعت کو ان دونوں باتوں کے لئے بالکل تیار ہو کر مکمل سکیم کا انتظار کرنا چاہئے۔ جو امید ہے انشاء اللہ اگلے ہی پرچہ میں شائع ہو جائے گی۔

جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششیں
ایک سکھ اخبار کی نظر میں

ہماری تبلیغی کوششوں کے متعلق وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ اتنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ کہ کبھی [illegible] ذکر زبان پر لائیں۔ بلکہ الٹا ہمارے راستہ میں روڑے اٹکاتے رہتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ہماری مخالفت پر آمادہ اور تیار رہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے نے اپنے مضمون میں جو اسی اخبار میں شائع ہو رہا ہے۔ مثالوں اور واقعات کو پیش کر کے بتایا ہے۔ ان کے مقابلہ میں غیر مذاہب کے لوگ ہمارے متعلق جو خیالات رکھتے ہیں وہ ذیل کے ایک تازہ اقتباس سے جو سکھ اخبار اجیت (۷ مارچ ۲۳ء) امرتسر کا ہے۔ معلوم ہو سکتے ہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے:-

"اسلام کے دائرہ میں قادیان کے اندر ایک چھوٹی سی مذہبی پارٹی آنکھوں کے سامنے قائم ہوئی۔ جس کا کام امریکہ۔ انگلینڈ۔ جاپان۔ جیسے ممالک میں جاری ہے اس پارٹی کے مذہبی پرچارک دور دراز ممالک میں جا کر نہایت سرگرمی و جانفشانی سے پرچار کر رہے ہیں۔ ان کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک ملک میں انہیں کامیابی ہو رہی ہے"

کیا مسلمان اخبارات سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ جس طرح غیر مسلم اخبارات ہماری تبلیغی کوششوں کی اطلاع کبھی کبھی اپنے ناظرین کو دیتے رہتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی مسلمانوں کو بتاتے رہیں۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے ہم کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اس سے ہماری یہ منشاء نہیں۔ کہ ہماری شہرت اور ناموری ہو۔ بلکہ یہ ہے کہ تا اور لوگوں کو بھی اشاعت اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اور اگر اور نہیں تو کم از کم ہمارے تبلیغی راستہ میں تو کسی قسم کی رکاوٹ نہ ڈالیں۔

حیدرآباد میں کسی نے
احمدیت سے توبہ نہیں کی

اسی اخبار کے لیڈنگ آرٹیکل میں اخبار اہلحدیث کے اس بیان کے متعلق کہ ۱۹ فروری تک مولوی ثناء اللہ کے مواعظ سے ۱۳ قادیانی تائب ہو چکے ہیں۔ ہم نے لکھا تھا۔ کہ یہ خبر جھوٹی افواہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور اس کے متعلق ہم براہ راست اطلاع کے منتظر ہیں۔ الحمد للہ جو اطلاع ہمیں پہنچی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ اور اس کی تردید جماعت احمدیہ حیدرآباد نے بذریعہ اشتہار کر دی ہے۔ چنانچہ انجمن مذکور کے اشتہار ۲۰ فروری ۲۳ء میں مخالفین کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے کہ

"جس قدر نام آپ لوگوں کی طرف سے اخبار رہبر دکن میں آج تک شائع کر دیئے گئے ہیں۔ کہ فلاں فلاں شخص نے احمدیت سے توبہ کی۔ الحمد للہ کہ وہ سب غلط ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص بھی احمدی نہیں تھا۔ اور یہ سب کارروائی فرضی ہے۔ اگر کسی احمدی نے واقعی توبہ کی ہے۔ تو اس کو سامنے لاؤ۔ اور ثبوت دو کہ اس کا سلسلہ احمدیہ کے ساتھ کب تعلق تھا۔ ہمارے پاس رجسٹر موجود ہے۔ جس میں بیعت کرنے والے لوگوں کے نام درج ہیں۔ اگر چاہو تو دیکھ لو"

اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس وقت تک دو نئے اصحاب سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔

بجنور کا اخبار نجات (۷ مارچ) اخبار اہلحدیث کی اس غلط بیانی کے ذکر میں جو حیدرآباد کے احمدیوں کی توبہ کے متعلق کی گئی تھی۔ لکھتا ہے۔

"مولوی ثناء اللہ امرتسری آج کل حیدرآباد دکن میں قادیانیوں کے خلاف مصروف جہاد ہیں۔ اور حال میں ان کے ذاتی اخبار اہلحدیث نے آپ کی کارگزاریوں کی شمار کرائی ہے۔ اور لکھا ہے کہ آپ کے مواعظ سے ۱۳ قادیانی راہ راست پر آگئے۔ بہتر ہوتا کہ مولینا کی قوت سوامی شردھانند۔ لالہ ہنسراج وغیرہم کے خلاف صرف ہوتی۔ اور مسلمانوں کو ارتداد سے بچایا جاتا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے علماء باہمی مناقشات میں اسقدر پھنسے ہوئے ہیں۔ کہ آپس کی تو تو میں میں ان کو سخت ضرورتوں میں بھی آمادہ کار نہیں کرتی۔ ضرورت یہ ہے کہ اسلام کا ہر سچا فرزند اب غیر مذاہب کے مبلغین کے مقابلہ پر ڈٹ جائے۔ اور کشتی اسلام کو بھنور سے نکال لے"

دیکھئے مولوی ثناء اللہ وغیرہ کہاں تک اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے کس قدر جوش دکھاتے ہیں۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ⁂ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هُوَ النَّاصِرُ

ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کے لئے تیار ہیں

"وکیل" امرتسر کی دعوت کا جواب

ملک کے گوشہ گوشہ میں جو آواز آج گونج رہی ہے۔ اور جس سے سب مسلمان کہلانے والوں کے دل پاش پاش ہو رہے ہیں۔ اور حواس پراگندہ ہیں اس سے اور احمدی جماعت کو ناواقفیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہمارا تو کام ہی دن رات تبلیغ اسلام ہے۔ مگر چونکہ ہم دوسرے لوگوں سے امداد طلب نہیں کیا کرتے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ خواہ اسلام کے لئے کیسا ہی مفید معاملہ ہو۔ ہمارے ہاتھوں سے اس کا سر انجام پانا ہمارے بھائیوں کو شاق گذرا کرتا ہے۔ اور احمدیت اور غیر احمدیت کا سوال جھٹ درمیان میں آ کودتا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ اور نہ ضرورت سمجھی۔ کہ اس فتنہ کے متعلق جو کچھ ہم کوشش کر رہے تھے اس کا اعلان کریں لیکن چونکہ روزانہ وکیل امرتسر کے ۸ مارچ ۱۹۲۳ء کے پرچہ میں زیر عنوان "علمائے اسلام کہاں ہیں" ایک مضمون شائع کیا گیا ہے۔ اور اس میں مسلمان لیڈروں کو اس فتنۂ ارتداد کے انسداد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مجھے بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس اعلان کے ذریعہ سے اس شبہ کا ازالہ کردوں جو ایڈیٹر صاحب وکیل کے دل میں پیدا ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی بعض ان باتوں کا بھی جواب دیدوں جو روزانہ وکیل نے بلا کافی غور کئے کے ہماری طرف منسوب کردی ہیں ⁂

فتنۂ ارتداد کے متعلق ہماری کوشش۔

مجھے جوں ہی یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک قوم کی قوم ارتداد کے لئے تیار ہے۔ اسی وقت میں نے دفتر کو ہدایت کی۔ کہ اس امر کے متعلق پوری تحقیق کریں۔ کیونکہ یہ شبہ قوی تھا کہ آریہ لوگ اس امر کی کماحقہٗ اشاعت کبھی نہیں کرینگے۔ چنانچہ پہلے مختلف ذرائع سے اس خبر کی تصدیق کی گئی۔ اور ضروری حالات معلوم کرنے کے بعد فروری میں دو آدمی ابتدائی تحقیقات کے لئے بھیجدئے گئے۔ جن میں سے ایک مولوی محفوظ الحق صاحب علمی مولوی فاضل تھے۔ جن کے والد صاحب اس علاقہ میں بطور واعظ اور بطور پیر دورے کرتے رہے ہیں۔ اور خود بھی وہ اسی علاقہ کے قریب کے رہنے والے ہیں۔ اور اس وجہ سے اس جگہ کے لوگوں کی بھی اور اس علاقہ کی بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ دوسرے صاحب عزیزم عبدالقدیر صاحب بی اے تھے۔ جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے زندگی وقف کی ہوئی ہے اور باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے لائق اور ہوشیار ہونے کے صرف تیس۳۰ روپیہ گذارہ لیکر دین کی خدمت میں مصروف ہیں ⁂

ان لوگوں کی طرف سے رپورٹ پہنچنے پر کہ حالت بہت مخدوش ہے۔ اور فوری تدارک کی ضرورت ہے۔ میں نے ایک سکیم تیار کی ہے جس سے میرے نزدیک کامیابی کی امید ہو سکتی ہے سوا اس کے ماشاء اللہ۔ ان واقعات سے ایڈیٹر صاحب وکیل کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ ہماری جماعت خاموش نہ تھی۔ اور نہ میں اس فتنہ کی طرف سے بے پروا تھا۔ ہمارے ۲ دو آدمی پہلے ہی جا چکے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے ایک وسیع پیمانہ پر انتظام ہو رہا ہے ⁂

سلسلہ احمدیہ کی خدمات اسلام

میں خوش ہوں۔ کہ اس زمانہ میں جبکہ اسلام کی زندگی کی اس قدر پروا نہیں کی جاتی۔ جس قدر کہ دنیاوی متاع اور دنیاوی حقوق کی۔ روزانہ وکیل نے تبلیغ اسلام کی طرف توجہ کی ہے۔ اور اس کی اہمیت کو سمجھا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ وکیل نے اپنے جوش میں سلسلہ احمدیہ کی خدمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اور ایسے رنگ میں سلسلہ کا ذکر کیا ہے۔ جس سے پڑھنے والوں کو دھوکا لگتا ہے کہ گویا دوسرے لوگوں کی طرح ہماری جماعت بھی اس فرض سے غافل ہے۔ حالانکہ اس زمانہ میں صرف ہماری جماعت ہی اس فرض کو ادا کر رہی ہے۔ ہمارے غریب اور امیر سب کے سب اپنی بساط کے مطابق دین کی خدمت کے لئے اپنے مال قربان کر رہے ہیں۔ اور اَن پڑھ اور عالم تمام کے تمام اپنی قدرت کے موافق اشاعت اسلام میں حصہ لے رہے ہیں۔ ہندوستان میں اسلام پر حملہ کرنے والوں کے سامنے اگر کوئی جماعت ہوتی ہے تو ہماری۔ بیرونی ممالک میں اسلام کی طرف سے دفاع اگر کوئی کرتا ہے تو ہم۔ پس باوجود اس کے ایڈیٹر صاحب کا یہ لکھنا کہ "ہمارے مذہبی رہنما اسی کشاکشی میں اپنی جانیں لڑا رہے ہیں۔ کہ فلاں مباحثہ میں ہم نے کتنے غیر احمدیوں کو احمدی بنایا" کب درست ہو سکتا ہے۔ اور کس حد تک اس سے صحیح واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ ہم احمدی ہیں۔ اور ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا ہی اس زمانہ کی سب بیماریوں کا علاج ہے۔ اور زمانہ ہمارے اس قول کی تصدیق کر رہا ہے۔ پس ہم بے شک غیر احمدیوں کو احمدی بناتے ہیں۔ اور ان کے احمدی بننے پر خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ کہنا کہ ہمارا سب زور صرف غیر احمدیوں کو احمدی بنانے پر خرچ ہوتا ہے۔ اور اسلام کے مصائب سے ہم آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ واقعات کے صریح مخالف ہے۔ اس سے زیادہ ظلم اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک کام کرنیوالی جماعت کے کام پر پردہ ڈالا جائے۔ ہمیں شکوہ ہے اور بجا شکوہ ہے کہ ہماری مخالفت میں ہمارے بھائی اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ ہماری خدمات اسلام بھی انکو بُری لگتی ہیں۔ اور سوائے شاذ و نادر لوگوں کے اور وہ بھی شاذ و نادر موقعوں کے کوئی ان کو خدمات اسلام قرار دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ معزز وکیل نے جبکہ دشمنان اسلام کے لئے ایک عام دعوت دی تھی۔ ضروری تھا کہ اس کا عملی ثبوت دیتا۔ اور دوسرے غافل اور سُست فرقوں کے ساتھ احمدیوں کو نہ ملاتا۔ مگر افسوس ہے کہ روزانہ وکیل نے نہ صرف احمدیہ جماعت کو دوسروں سے ملا کر بیان کیا ہے۔ بلکہ ان کا خصوصیت سے ایسے پیرایہ میں ذکر کیا ہے۔ جس سے پڑھنے والے کو دھوکا لگتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ خانہ جنگی پر اپنی تمام قوت صرف کر دینے والوں میں سے احمدی جماعت ایک نمایاں جماعت ہے۔ اگر ایسے نازک وقت میں بھی جیساکہ اسوقت اسلام پر آرہا ہے۔ اور ایسی عام تحریک کے وقت بھی جماعت احمدیہ کے اس نیک ذکر کو چھوڑ کر جس کی وہ مستحق ہے۔ اس کا ذکر بُرے پیرایہ میں کیا جائے۔ تو امن کے وقت کسی نیک سلوک کی ہمیں کب اُمید ہو سکتی ہے۔

میرا ہرگز اس سے یہ منشاء نہیں کہ ہم اس سلوک سے گھبراتے ہیں۔ یا اس کی وجہ سے ہم کام سے پیچھے رہنا چاہتے ہیں۔ بلکہ واقع یوں ہے کہ بہت دفعہ اسلام کی خدمت اور اس کی حفاظت کی خاطر دوسرے مسلمان کہلانیوالے لوگوں سے ہمیں سخت سے سخت ایذاء بھی پہنچ جاتی ہے۔ پھر بھی ہم اس کی پروا نہیں کرتے اور اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ ہم اسلام کے فدائی ہیں۔ اور اس کی خاطر اپنے مال اپنی جانیں اور اپنی عزت و آبرو تک قربان کرنے سے ہمیں دریغ نہیں۔ بلکہ ہم کو اگر ایسا کوئی موقع ملجائے۔ تو ہم اسے فخر سمجھتے ہیں۔ پس لوگ ہمیں کچھ کہیں۔ خواہ ہمارے حفاظت اسلام کے کام کو حقیر سمجھیں۔ خواہ ہمارے کاموں پر پردہ ڈالیں۔ ہم اپنے کام میں سستی نہیں کر سکتے کیونکہ جب وہ ہمارا اور صرف ہمارا کام ہے اور اس کام پر ہمارے آقا اور ہمارے خالق نے ہمیں خود مقرر فرمایا ہے۔ تو دوسروں کی بدسلوکی ہم پر کیا اثر ڈال سکتی ہے۔ مگر ہمیں اس امر پر افسوس ضرور آتا ہے کہ ایک طرف تو زمانہ کی نازک حالت کو محسوس کیا جاتا ہے مگر دوسری طرف ہماری مخالفت یا ہمارے مخالفوں کا ڈر بہت سے لوگوں کو حق کے کہنے سے باز رکھتا ہے۔ کاش کہ مسلمان اس نازک حالت کو محسوس کر کے اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ اور ان کے دل اس صلاحیت کو اختیار کریں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی نصرت ملتی ہے۔ اور اس کا فضل جذب کیا جاتا ہے ؛

فتنہ ارتداد اور ہم

اس ضمنی بات کے بیان کر دینے کے بعد جس کا بیان کرنا ایک تو اس غلط فہمی کے دور کرنے کے لئے ضروری تھا۔ جو وکیل کے منقولہ بالا فقرہ سے پیدا ہوتی تھی۔ اور دوسرے خود مسلمانوں کی رُوحانی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلانے کے لئے ضروری تھا۔ اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ جیساکہ میں لکھ چکا ہوں۔ ان رپورٹوں سے جو ہمارے وفد نے بھیجی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ سے اور بعض خاص طریقوں کے اختیار کرنے سے جن کا بیان کرنا اس جگہ مناسب نہیں۔ آریوں نے ملکانہ قوم پر ایک خاص اثر پیدا کر لیا ہے۔ اور اس قوم کی حالت نازک ہے۔ دو ہزار کے قریب لوگ شُدھ ہو چکے اور باقی لوگ باوجود سمجھانے کے رُکتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ میں نے اس قوم کی حفاظت کے لئے جس کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ ایک خاص سکیم سوچی ہے۔ جس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ ایک حد تک فتنہ کی رَو موجودہ حالات کے باوجود بھی روکی جا سکتی ہے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اس کا بد اثر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت کلی طور پر دور کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ یہی فتنہ اسلام کے لئے موجب رحمت ہو سکتا ہے۔ مگر جیساکہ پچھلا تجربہ بتاتا ہے۔ ہمارے لئے اس سکیم پر عمل کرنا بہت سی مشکلات رکھتا ہے۔ ہم نے اسوقت تک جو پورے طور پر

اس کام پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ اور جو بات اب بھی ہمیں روک رہی ہے یہ ہے کہ جس وقت ہمارے کارکن اس کام کی غرض سے میدان میں آئے۔ تمام مسلمان کارکن آریوں اور ملکانوں کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے پڑ جاوینگے۔ اور بجائے فائدہ کے سخت نقصان پُہنچیگا ؛

ہماری بے جا مخالفت

یہ بات میں یُونہی نہیں لکھتا۔ لمبا تجربہ اسپر شاہد ہے۔ ایڈیٹر صاحب وکیل کے گھر کا واقع ہے۔ دو سال ہوئے امرتسر میں لیکچر ہوا۔ لیکچر کا مضمون مسیحیت کے خلاف تھا۔ دوران لیکچر میں میں نے یہ امر بیان کیا۔ کہ مسیحیت کو اس امر پر ناز ہے۔ کہ ہمارے ہاں خدا کو باپ قرار دیکر انسان اور خدا میں ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم کر دیا ہے۔ مگر یہ دعویٰ باطل ہے۔ کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جس نے خدا تعالیٰ کو اس قسم کے نام سے یاد نہ کیا ہو۔ چنانچہ مختلف مثالیں دیتے ہوئے میں نے بتایا کہ ہندوؤں میں خدا تعالیٰ کو ماں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور ماں کا رشتہ باپ سے زیادہ محبّت کا ہوتا ہے۔ اور پھر بتایا کہ اسلام نے خدا تعالیٰ کو خود باپ اور ماں تو نہیں کہا۔ کیونکہ یہ الفاظ اس حقیقی تعلق کو نہیں بتاتے۔ جو بندہ اور خدا میں ہونے چاہیئیں۔ لیکن یہ ضرور بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا تعلق ماں باپ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس تعلیم میں اسلام مسیحیت اور ہندو مذہب دونوں سے بہت بالا ہے۔ اسپر ایک مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر شور مچا دیا۔ کہ یہ بات کہاں لکھی ہے۔ اس کا حوالہ دو۔ ایک جماعت امرتسر کے لوگوں کی ان کے ساتھ مل گئی۔ اور لیکچر گاہ میں شور پڑ گیا۔ باوجود بار بار سمجھانے کے مولوی صاحب باز نہ آئے۔ اور انھوں نے لوگوں کو اُکسانا شروع کر دیا۔ کہ اس جگہ بیٹھو ہی نہیں۔ فوراً یہاں سے چل دو۔ اور نہ جانے والوں پر فتوے لگانے شروع کئے۔ مسلمانوں میں سے تو کئی لوگ اُٹھ کر چلے گئے۔ مگر ہندو لوگ بیٹھے رہے۔ اسپر ایک مولوی صاحب نے بڑے زور سے کہنا شروع کیا کہ اے ہندوؤ! تمہیں شرم نہیں آتی کہ یہ تمہارے مذہب کی ہتک کر رہا ہے۔ اور پھر تم یہاں بیٹھے ہو۔ وہ ہتک کیا تھی۔ وہ میرا یہ فقرہ تھا۔ کہ اسلام کی تعلیم اس بارے میں مسیحیت بلکہ ہندو مذہب سے بھی اعلیٰ ہے۔ سینکڑوں مسلمان وہاں موجود تھے۔ مگر کسی نے اس بات کو برا نہ منایا۔ نہ کسی اخبار نے اس بیہودگی پر نوٹس لیا۔ کیوں؟ آہ! صرف اس لئے کہ ہماری مخالفت میں اگر اسلام کو بھی قربان کرنا پڑے۔ تو اس کی پروا نہیں کی جاتی ؛

ایک مثال بالکل تازہ ہے۔ ابھی دہلی میں ہمارا جلسہ ہوا ہے۔ اور جس تاریخ کو وکیل نے ہمیں اس امر کی دعوت دی ہے۔ کہ ہم اسلام کی حفاظت کے لئے باہر نکلیں۔ اسی تاریخ دہلی میں ہمارا ایک مباحثہ آریوں سے ہو رہا تھا۔ اس دن ہماری مخالفت کے نشہ میں سرشار مسلمان کہلانے والوں کی ایک جماعت آریہ واعظ کے ساتھ ملکر پنڈال میں داخل ہوئی۔ اور اس کی تائید کے لئے ڈنڈے اور سونٹے ساتھ لائی۔ مباحثہ کے شروع میں ایک نظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑھی گئی۔ جس میں آریوں کی اس دشنام دہی کا ذکر ہے۔ جو وہ تمام بانیان مذاہب کے متعلق کرتے ہیں۔ اور اس کا ایک شعر یہ ہے ؛

جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسےٰ
مکار ہیں یہ سارے ان کی ندا یہی ہے

جس وقت یہ شعر پڑھا گیا۔ آریہ لیکچرار نے اشتعال دلانے کے لئے کہہ دیا کہ دیکھو مسلمانو! تمہارے نبیوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ اسپر سخت شور پڑ گیا۔ ایک شخص نے آگے بڑھ کر قاسم علی خان صاحب رامپوری پر جو نظم پڑھ رہے تھے۔ بڑے زور سے لٹھ مارا۔ اور اگر میز پر لگ کر لٹھ ٹوٹ نہ جاتا اور ان کو لگ جاتا۔ تو شاید خون ہی ہو جاتا۔ باوجود بعض شریف غیر احمدیوں کے سمجھانے کے کہ یہ تو آریوں کا ذکر ہے۔ کہ وہ ایسا کہتے ہیں نہ کہ خود حضرت مرزا صاحب کا قول ہے۔ لوگ شورش سے باز نہ آئے۔ اور مباحثہ ملتوی ہو گیا ؛

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ ایک معزز ہندو صاحب ہمارے ذریعہ سے مسلمان ہوئے۔ اُنہوں نے سُنایا۔ کہ ایک مولوی صاحب جموں میں اُن کو ملکر بڑے زور سے سمجھاتے رہے۔ کہ احمدیہ اسلام سے تو ان کو ہندو مذہب میں ہی رہنا اچھا تھا۔ اب تو انھوں نے اپنی عاقبت بالکل ہی خراب کر لی ہے ؛

یہ تو ہندوستان کے واقعات ہیں۔ ایک بڑے خاندانی اور معزز امریکن تاجر مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ سے احمدی ہوئے ہیں۔ انھوں نے ایک خط کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ کچھ امریکن لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے۔ کہ انہوں نے اسلام کے بعض عیوب بیان کئے۔ اسپر انہوں نے احمدی نقطۂ خیال سے ان اعتراضات کے جواب دئے۔ ایک بنگالی مسلمان جو ایک عرصہ سے امریکہ میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس نومسلم بھائی کی یہ مدد کی۔ کہ جھٹ ان مسیحیوں کو کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ تو احمدیوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ اصل بات وہی ہے۔ جو تم کہتے ہو۔ آخر بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی۔ کہ اس نے کہدیا کہ یہ تو ناواقف ہے۔ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔ مرزا غلام احمد ایک ٹھگ اور دوکاندار آدمی تھا (نعوذ باللہ من ذالک) ان لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ وہ امریکن نومسلم لکھتا ہے۔ کہ خواہ تم برا مانو یا اچھا سمجھو۔ مجھے اس کی یہ حرکت کہ اس نے بلاوجہ حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ ایسی بری معلوم ہوئی۔ کہ میں نے اسکی گردن پکڑ لی۔ اور اس کو مار کر کارخانہ سے باہر نکال دیا۔

احمدیوں کی مخالفت میں مسجد ویران کر لی۔

ڈیٹرائٹ ملک امریکہ میں بعض ترکوں نے ایک مسجد بنائی تھی مفتی محمد صادق صاحب اسوقت وہاں تھے۔ وہ مسجد کئی لاکھ روپیہ کے خرچ سے بنائی گئی تھی۔ اور بڑی شاندار تھی۔ مفتی صاحب نے اس کی آبادی کی کوشش کی۔ اور وہ مسجد بہت آباد ہو گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد لوگوں میں احمدیت کا پودہ اکھاڑ پھینکنے کی لہر پیدا ہوئی۔ مسجد بنانے والوں اور بعض دوسرے لوگوں نے مفتی صاحب کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ آخر انکو

اس کام پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ اور جو بات اب بھی ہمیں روک رہی ہے یہ ہے کہ جس وقت ہمارے کارکن اس کام کی غرض سے میدان میں آئے۔ تمام مسلمان کارکن آریوں اور ملکانوں کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے پڑ جاوینگے۔ اور بجائے فائدہ کے سخت نقصان پہنچیگا ؛

ہماری بے جا مخالفت

یہ بات میں یونہی نہیں لکھتا۔ لمبا تجربہ اسپر شاہد ہے۔ ایڈیٹر صاحب وکیل کے گھر کا واقع ہے۔ دو سال ہوئے میرا امرتسر میں لیکچر ہوا۔ لیکچر کا مضمون مسیحیت کے خلاف تھا۔ دوران لیکچر میں میں نے یہ امر بیان کیا۔ کہ مسیحیت کو اس امر پر ناز ہے۔ کہ ہمارے ہاں خدا کو باپ قرار دیکر انسان اور خدا میں ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم کردیا ہے۔ مگر یہ دعویٰ باطل ہے۔ کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جس نے خدا تعالیٰ کو اس قسم کے نام سے یاد نہ کیا ہو۔ چنانچہ مختلف مثالیں دیتے ہوئے میں نے بتایا کہ ہندوؤں میں خدا تعالیٰ کو ماں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور ماں کا رشتہ باپ سے زیادہ محبت کا ہوتا ہے۔ اور پھر بتایا کہ اسلام نے خدا تعالیٰ کو خود باپ اور ماں تو نہیں کہا۔ کیونکہ یہ الفاظ اس حقیقی تعلق کو نہیں بتاتے۔ جو بندہ اور خدا میں ہونے چاہیئیں۔ لیکن یہ ضرور بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا تعلق ماں باپ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس تعلیم میں اسلام مسیحیت اور ہندو مذہب دونوں سے بہت بالا ہے۔ اسپر ایک مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر شور مچا دیا۔ کہ یہ بات کہاں لکھی ہے۔ اس کا حوالہ دو۔ ایک جماعت امرتسر کے لوگوں کی ان کے ساتھ مل گئی۔ اور لیکچر گاہ میں شور پڑ گیا۔ باوجود بار بار سمجھانے کے مولوی صاحب باز نہ آئے۔ اور انھوں نے لوگوں کو اکسانا شروع کردیا۔ کہ اس جگہ بیٹھو ہی نہیں۔ فوراً یہاں سے چل دو۔ اور نہ جانے والوں پر فتوے لگانے شروع کئے۔ مسلمانوں میں سے تو کئی لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ مگر ہندو لوگ بیٹھے رہے۔ اسپر ایک مولوی صاحب نے بڑے زور سے کہنا شروع کیا کہ اے ہندوؤ! تمہیں شرم نہیں آتی کہ یہ تمہارے مذہب کی ہتک کر رہا ہے۔ اور پھر تم یہاں بیٹھے ہو۔ وہ ہتک کیا تھی۔ وہ میرا یہ فقرہ تھا۔ کہ اسلام کی تعلیم اس بارے میں مسیحیت بلکہ ہندو مذہب سے بھی اعلیٰ ہے۔ سینکڑوں مسلمان وہاں موجود تھے۔ مگر کسی نے اس بات کو برا نہ منایا۔ نہ کسی اخبار نے اس بیہودگی پر نوٹس لیا۔ کیوں؟ آہ! صرف اس لئے کہ ہماری مخالفت میں اگر اسلام کو بھی قربان کرنا پڑے۔ تو اس کی پروا نہیں کی جاتی ؛

ایک مثال بالکل تازہ ہے۔ ابھی دہلی میں ہمارا جلسہ ہوا ہے۔ اور جس تاریخ کو وکیل نے ہمیں اس امر کی دعوت دی ہے۔ کہ ہم اسلام کی حفاظت کے لئے باہر نکلیں۔ اسی تاریخ دہلی میں ہمارا ایک مباحثہ آریوں سے ہو رہا تھا۔ اس دن ہماری مخالفت کے نشہ میں سرشار مسلمان کہلانے والوں کی ایک جماعت آریہ واعظ کے ساتھ ملکر پنڈال میں داخل ہوئی۔ اور اس کی تائید کے لئے ڈنڈے اور سونٹے ساتھ لائی۔ مباحثہ کے شروع میں ایک نظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑھی گئی۔ جس میں آریوں کی اس دشنام دہی کا ذکر ہے۔ جو وہ تمام بانیان مذاہب کے متعلق کرتے ہیں۔ اور اس کا ایک شعر یہ ہے۔

جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ
مکار ہیں یہ سارے ان کی ندا یہی ہے

جس وقت یہ شعر پڑھا گیا۔ آریہ لیکچرار نے اشتعال دلانے کے لئے کہہ دیا کہ دیکھو مسلمانو! تمہارے نبیوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ اسپر سخت شور پڑ گیا۔ ایک شخص نے آگے بڑھ کر قاسم علی خان صاحب رامپوری پر جو نظم پڑھ رہے تھے۔ بڑے زور سے لٹھ مارا۔ اور اگر میز پر لگ کر لٹھ ٹوٹ نہ جاتا اور ان کو لگ جاتا۔ تو شاید خون ہی ہو جاتا۔ باوجود بعض شریف غیر احمدیوں کے سمجھانے کے کہ یہ تو آریوں کا ذکر ہے۔ کہ وہ ایسا کہتے ہیں نہ کہ خود حضرت مرزا صاحب کا قول ہے۔ لوگ شورش سے باز نہ آئے۔ اور مباحثہ ملتوی ہو گیا ؛

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ ایک معزز ہندو صاحب ہمارے ذریعہ سے مسلمان ہوئے۔ انھوں نے سنایا۔ کہ ایک مولوی صاحب جموں میں ان کو ملکر بڑے زور سے سمجھاتے رہے۔ کہ احمدیہ اسلام سے تو ان کو ہندو مذہب میں ہی رہنا اچھا تھا۔ اب تو انھوں نے اپنی عاقبت بالکل ہی خراب کرلی ہے ؛

یہ تو ہندوستان کے واقعات ہیں۔ ایک بڑے خاندانی اور معزز امریکن تاجر جو مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ سے احمدی ہوئے ہیں۔ انھوں نے ایک خط کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ کچھ امریکن لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے۔ کہ انھوں نے اسلام کے بعض عیوب بیان کئے۔ اسپر انھوں نے احمدی نقطہ خیال سے ان اعتراضات کے جواب دئیے۔ ایک بنگالی مسلمان جو ایک عرصہ سے امریکہ میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس نومسلم بھائی کی یہ مدد کی۔ کہ جھٹ ان مسیحیوں کو کہنا شروع کردیا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ تو احمدیوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ اصل بات وہی ہے۔ جو تم کہتے ہو۔ آخر بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی۔ کہ اس نے کہدیا کہ یہ تو ناواقف ہے۔ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔ مرزا غلام احمد ایک ٹھگ اور دوکاندار آدمی تھا (نعوذ باللہ من ذالک) ان لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ وہ امریکن نومسلم لکھتا ہے۔ کہ خواہ تم برا مانو یا اچھا سمجھو۔ مجھے اس کی یہ حرکت کہ اس نے بلاوجہ حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کردیں۔ ایسی بری معلوم ہوئی۔ کہ میں نے اسکی گردن پکڑ لی۔ اور اس کو مار کر کارخانہ سے باہر نکال دیا۔

احمدیوں کی مخالفت میں مسجد ویران کرلی۔

ڈیٹرائٹ ملک امریکہ میں بعض ترکوں نے ایک مسجد بنائی تھی مفتی محمد صادق صاحب اسوقت وہاں تھے۔ وہ مسجد کئی لاکھ روپیہ کے خرچ سے بنائی گئی تھی۔ اور بڑی شاندار تھی۔ مفتی صاحب نے اس کی آبادی کی کوشش کی۔ اور وہ مسجد بہت آباد ہو گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد لوگوں میں احمدیت کا پودہ اکھاڑ پھینکنے کی لہر پیدا ہوئی۔ مسجد بنانیوالوں اور بعض دوسرے لوگوں نے مفتی صاحب کی سخت مخالفت شروع کردی۔ آخر انکو

وہ جگہ چھوڑنی پڑی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب مقناطیس نہ رہا۔ تو لوہا پھر لوہے کا لوہا ہو گیا۔ لوگوں نے مسجد میں آنا چھوڑ دیا۔ نمازیں چھٹ گئیں۔ اب ایک مشہور مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ میں ہنسی اڑائی گئی ہے۔ کہ ڈیٹرائٹ کی بہت بڑی مسجد کے متعلق اس کے بنانے والوں نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ چونکہ مفتی صاحب کے چلے جانے کے بعد وہ مسجد ویران ہو گئی ہے۔ اس لئے مجبوراً ہم نے فیصلہ کر دیا ہے کہ چونکہ مسجد کا مسجد کی صورت میں بیچنا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے مسجد کو گرا کر اس کی زمین فروخت کر دیں۔ جب مفتی صاحب کام کرتے تھے اور مسجد آباد تھی تب تو احمدیت کے جرم میں ان کا مقابلہ کیا گیا۔ ان کو تنگ کیا گیا۔ اور وہاں سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا۔ لیکن جب مسجد ویران ہو گئی تو احمدی کارکنوں کی قدر معلوم ہوئی۔ اور پھر بھی یہ نہیں کیا کہ ان کو کام کے لئے بلایا جاتا۔ بلکہ خانۂ خدا کو گرا کر مسیحیوں کے پاس فروخت کر دینے کا اعلان کر دیا۔ اب خواہ وہاں شراب خانہ یا جوئے خانہ ہی کوئی کیوں نہ بنا دیں۔ کانپور کی مسجد کے غسل خانہ پر اس قدر شور تھا۔ اب اپنے ہاتھوں ایک مسجد کو گرا کر فروخت کرنے کی تجویز ہے ؛

امریکہ میں اسلام کو جو فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ جس طرح سینکڑوں آدمی اسے قبول کر رہے ہیں۔ اس حال کو جس جلے دل سے مسلمان کہلانے والے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب کچھ احمدیوں کے ہاتھ سے ہو رہا ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ احمدی رپورٹوں کو تو سوائے ایک دو اخبارات کے کسی نے بھولے سے شائع نہیں کیا۔ لیکن ہمارے رسالہ سے جو امریکہ سے شائع ہوتا ہے۔ اور باقاعدہ افغانستان میں جاتا ہے۔ امان افغان نے اگر یہ خبر لکھ دی۔ کہ امریکہ میں مبلغین اسلام کے ذریعہ کثرت سے مسیحی مسلمان ہو رہے ہیں۔ تو جھٹ زمیندار جیسے پرچہ نے بھی اس کو شائع کر دیا۔ گویا احمدیت کا نام ہی ایسا تھا۔ کہ ان اخبارات کے شائع کرنے میں روک تھا ؛

فتنہ ارتداد کے متعلق ہمارا درد

جب بغض اس قدر بڑھا ہوا ہے۔ اور جب دل اس قدر پھٹے ہوئے ہیں۔ تو ہمیں کیا تسلی ہو سکتی ہے۔ کہ جس وقت ہمارے مبلغ اس علاقہ میں جاویں۔ اس وقت سب سے زیادہ دشمنی ان کو خود مسلمان کہلانے والوں کی ہی جانب سے نظر آوے۔ اور سب سے زیادہ تکالیف وہ انہی کی طرف سے پاویں۔ ہم تکالیف سے نہیں ڈرتے۔ ہم دشمنی کی پروا نہیں کرتے۔ ہم نے کب پہلے کسی مولوی یا سجادہ نشین یا لیڈر کی مخالفت کی پروا کی ہے۔ اب اس کی پروا کرینگے۔ لیکن اس وقت سوال نہایت نازک ہے۔ جب ایک ایک آدمی کا سوال ہوتا ہے۔ جب مستقبل اپنی وسعت کے ساتھ ہمارے سامنے ہوتا ہے۔ ہم کسی کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ آج نہیں۔ کل ہم غالب آ جاوینگے۔ زمانہ ہمارے سامنے پڑا ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس وقت جس امر کی فکر ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک خاص قوم ایک قلیل عرصہ میں اسلام کو ترک کر کے ہندو مذہب کو اختیار کرنے والی ہے۔ بے شک وہ ہماری جماعت میں سے نہیں۔ اس کا اپنے رسمی اسلام کو چھوڑ دینا نہ ہمارے لئے موجب عار ہے۔ اور نہ ہمارے کاموں میں روک۔ لیکن پھر بھی ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اب وہ اپنے آپ کو غلامان اسلام میں سے سمجھتی ہے اور پھر اسلام اور سردار اسلام کو گالیاں دیگی۔ یہ اشتراک ہمیں اس درد سے علیحدہ نہیں رکھ سکتا۔ اور ہم ڈرتے ہیں۔ کہ اگر اس میدان میں ہمارے پہنچنے سے تفرقہ و شقاق کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ تو بہتر ہے۔ کہ ہم دور ہی رہیں۔ تا ہوتا ہوا کام بھی رک نہ جائے۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان نہ ہو۔ اگر ہمارے جانے پر مولوی صاحبان بجائے خوش ہونے کے ان لوگوں کو یہ تلقین کرنے لگیں کہ ان کی بات ماننے سے تو ہندو ہو جانا زیادہ اچھا ہے۔ یا یہ کہ ہمارے مبلغوں کو اپنی طرف الجھا لیں۔ اور ادھر ادھر کی بحثوں پر مجبور کر دیں۔ تو اس کا نہایت سخت خطرناک اثر پڑے گا۔ اور اس قوم کی ہلاکت میں کوئی شبہ باقی نہ رہے گا۔ میں اس واقعہ کو نہیں بھول سکتا۔ کہ ۱۹۱۳ء میں دیو سماجیوں نے فیروزپور میں خدا کے ماننے والوں کا ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ وہاں کی احمدیہ جماعت نے مجھے لیکچر کے لئے بلوایا۔ اور میرا لیکچر خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں تھا۔ ایک صاحب نے بیسیوں دن تک مسجدوں میں لیکچر دیا کہ اس کے لیکچر کو سننے نہ جانا۔ پھر یہ خیال کر کے کہ اب اس قدر تاکید کے بعد کون مسلمان لیکچروں میں جاوے گا۔ خود لیکچر سننے کے لئے آ گئے۔ جب کسی نے پوچھا کہ مولانا یہ کیا؟ تو کہنے لگے۔ کہ میں تردید کی خاطر لیکچر کے نوٹ لینے آیا ہوں۔ اس سوال پر کہ لیکچر تو اس بات پر ہے کہ خدا تعالےٰ کا وجود ثابت ہے۔ اور اس کے منکر جھوٹے ہیں۔ کیا آپ اس کی تردید کرینگے؟ ایسے دم بخود ہوئے۔ کہ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔ یہی حال ملکانہ قوم کے قصبات میں نہ ہو۔ تبلیغ کے مختلف طریق ہوتے ہیں۔ ان میں تبلیغ کرتے ہوئے کئی باتیں ایسی ہو سکتی ہیں۔ جو غیر احمدی علماء کے نقطۂ خیال کے مخالف ہونگی میں ڈرتا ہوں۔ کہ وہ اسوقت آریوں کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے پڑ جاوینگے۔ دوسرے موقع پر تو ہم ان کی مخالفت کو پرپشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے۔ مگر اس موقع پر یہ امر ان کا اس قوم کے لئے تباہی کا موجب اور دشمنوں کے لئے شماتت کا باعث ہوگا ؛

اس روک کا ذکر کر دینے کے بعد جو ہمارے راستہ میں حائل ہے میں سمجھدار طبقہ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ فی الواقعہ اس موقع کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ تو پھر ان کو چاہیئے۔ کہ اس امر کا علاج کریں۔ اور یا پھر اگر مولوی صاحبان کی طرف سے کوئی فتنہ اٹھے۔ تو سمجھ لیں کہ اس کے ذمہ وار وہ خود ہوں گے ہم تو انشاء اللہ تعالےٰ باوجود ان کی مخالفت کے بہت کامیابی حاصل کرینگے۔ لیکن کام کو سخت نقصان ضرور پہنچے گا ؛

اسلام سے محبت رکھنے والوں سے خطاب

اس کے بعد میں اس کام کی اہمیت کی طرف تمام ان لوگوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جو اسلام سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ قوم جس پر اس وقت آریوں کے دانت ہیں گو ساڑھے چار لاکھ کے قریب ہے۔ لیکن اس قوم کے پیچھے ایسی ہی حالت کے ایک کروڑ آدمی اور ہیں۔ جو جلد یا بدیر ان مرتدین کی اقتدار کرینگے۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ ساڑھے چار لاکھ آدمی اسلام سے مرتد ہونے لگا ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہماری تحقیق سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ بہت وسیع ہے۔ اور ایک کروڑ آدمی پر اس حملہ کی زد پڑتی ہے۔ اس کی تفصیلات میں اسوقت پڑنا خود اس کام کے لئے مضر ہے۔ مگر خطرہ نہایت سخت ہے۔ اور اگر آج کچھ نہ کیا گیا۔ تو کل اس کا علاج بالکل ناممکن ہو جائے گا ؞

مسلمان یہ نہ خیال کریں۔ کہ نہایت آسانی سے وہ ان قوموں کو ارتداد سے روک لینگے۔ سولہ سال سے ان قوموں میں بعض نہایت ناواجب اور مخفی ذرائع سے کام لیا جا رہا تھا۔ اور اب ان قوموں کے دماغ میں ہندو خیالات موجزن ہو رہے ہیں۔ جس طرح ایک پیدائشی مسلم کی نسبت ایک نومسلم میں جوش زیادہ ہوتا ہے اسی طرح اس قوم میں سخت جوش ہے۔ جب تک ایک لمبی اور باقاعدہ جنگ نہ کی جائے گی (سعی اور تبلیغ کی نہ کہ تلوار کی) اس وقت تک ان علاقوں میں کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے۔ اس کام پر روپیہ بھی کثرت سے خرچ ہوگا۔ اور جن لالچوں سے ان لوگوں کو قابو کیا جا رہا ہے۔ ان کا مقابلہ بھی ضروری ہوگا۔ روپیہ کے ساتھ روپیہ کے دیانتدارانہ طور پر خرچ ہونے کا بھی سوال ہے۔ اس کا بھی نہایت مناسب انتظام کرنا ضروری ہوگا۔ ورنہ ان کو ارتداد سے روکتے روکتے اور ہزاروں کو اسلام سے بدظن کر دیا جائیگا۔ ہندو اپنی پرانی کوششوں کے باوجود دس ۱۰ لاکھ روپیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو نیا کام شروع کرنا ہے ان کے لئے بیس ۲۰ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ جس کا ایک ایک پیسہ اس تحریک اور اس کے متعلقہ کاموں پر خرچ ہونا چاہیئے۔ نہ یہ کہ جمع کرنیوالوں کی جیبوں میں چلا جائے ؞

ہم پچاس ۵۰ ہزار روپیہ اس کام کے لئے جمع کرینگے

میں اس کام میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ماتحت ہر طرح کی مدد دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہماری جماعت قلیل اور پھر کمزور ہے۔ ہندوستان میں آٹھ کروڑ آدمی مسلمان کہلاتے ہیں۔ ہماری پانچ لاکھ کی جماعت سب کی سب ہندوستان میں ہی فرض کر لی جائے۔ تب بھی ہماری جماعت کے حصہ میں بیس ۲۰ لاکھ روپیہ کا ایک سو ساٹھواں حصہ آتا ہے۔ یعنی تیرہ ۱۳ ہزار روپیہ کے قریب۔ جب اس امر کو دیکھا جائے۔ کہ کروڑپتی تو الگ رہے۔ ہماری جماعت میں ایک آدمی بھی لاکھ پتی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی والیٔ ریاست ہے تو ہمارا حصہ تقسیم مال کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف دو تین ہزار روپیہ بنتا ہے۔ پھر ہماری جماعت کی عورتیں اس وقت جرمن میں مسجد بنانے اور وہاں تبلیغ اسلام کا کام جاری کرنے کے لئے پچاس ہزار روپیہ کی فکر میں ہیں۔ اور تیس ۳۰ ہزار روپیہ اس کام کے لئے دے چکی ہیں۔ پس اسوقت وہ چندہ میں حصہ نہ لے سکینگی۔ اور گویا ہماری نصف جماعت صرف حصہ لے سکیگی۔ مگر پھر بھی اس موقعہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی غریب جماعت کی طرف سے جو پہلے ہی چندوں کے بار کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر دوسرے لوگ بقیہ رقم مہیا کریں۔ تو ہم پچاس ۵۰ ہزار روپیہ یعنے کل رقم کا چالیسواں حصہ انشاء اللہ اس کام کے لئے جمع کر دینگے۔ میں سر دست یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ روپیہ کس طرح خرچ کیا جائیگا کیونکہ یہ امر کل دلچسپی رکھنے والی جماعتوں کے مشورہ کے بعد اور روپیہ کی حفاظت کے کامل اطمینان کے بعد طے پا سکتا ہے۔ مگر میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ فتنۂ ارتداد کو روکنے کے لئے اور اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے اس قدر رقم ہم لوگ انشاء اللہ جمع کر لیں گے ؞

ہم کس قدر مبلغ دینگے

علاوہ ازیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق کے ماتحت ہماری جماعت تیس ۳۰ آدمی تبلیغ کا کام کرنے کے لئے دیگی۔ جن کے اخراجات وہ موعودہ رقم میں سے خود برداشت کریگی۔ اور اگر اس رقم سے زیادہ خرچ ہوگا۔ تو بھی وہ خود اپنے مبلغوں کا کل خرچ ادا کریگی۔ اور میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اگر زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہوئی۔ تو ہماری جماعت انشاء اللہ سینکڑوں تک ایسے آدمی مہیا کر دیگی۔ جو تبلیغ کا عمر بھر کا تجربہ رکھتے ہوں گے۔ گو عرف عام کے لحاظ سے مولوی نہ کہلا سکیں ؞

دوسرے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

اپنی طرف سے ان وعدوں کا اعلان کرنے کے بعد میں دوسری جماعتوں کو جو ہمیں ہندوؤں اور عیسائیوں سے زیادہ کافر قرار دینے کی فکر میں لگی رہتی ہیں۔ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس میدان عمل میں جلد آویں۔ کہ اس موقعہ پر اگر انھوں نے ایثار سے کام نہ لیا۔ تو ان کا مسلمان کہلانے اور زندہ قوم کہلانے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اہل حدیث ہماری نسبت آٹھ دس گنے زیادہ ہیں۔ اور بڑے بڑے مالدار لوگ ان میں شامل ہیں۔ پچھلے سال مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے قادیان کے جلسہ کے موقع پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے یہ دعوےٰ کیا تھا۔ کہ امام جماعت احمدیہ کلکتہ تک ان کے ساتھ چل کر دیکھ لے۔ اور معلوم کر لے۔ کہ کس پر ہر جگہ پھول پڑتے ہیں۔ اور کس پر پتھر۔ میں کہتا ہوں۔ عقلمند مقابلہ اور مبارزہ کے لئے بھی کوئی مفید موقع تلاش کرتا ہے۔ اب ان پر پھول برسانے والوں کے اخلاص کے امتحان کا موقع ہے۔ ہماری جماعت سے دس بیس گنے زیادہ نہیں۔ جو رقم ان کی تعداد اور ان کے تمول کو مدنظر رکھ کر اہل حدیث کے ذمہ لگتی ہے۔ صرف چار گنے اس نازک موقعہ کے لئے اہل حدیث سے جمع کر دیں۔ اور

اسی نسبت سے کام کرنے والے آدمی مہیا کردیں۔ اہل حدیث کی جماعت دو لاکھ روپیہ اور ایک سو بیس آدمی اس کام کے لئے پیش کرے۔ شیعہ لوگ اس جماعت سے بھی زیادہ ہیں۔ اور بہت مالدار ہیں۔ وہ پانچ لاکھ روپیہ اور دو سو آدمی اس کام کے لئے پیش کریں۔ حنفی سب جماعتوں سے زیادہ ہیں۔ وہ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ اور پانچ سو آدمی اس کام کے لئے پیش کریں۔ اگر اسوقت مختلف فرقے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اپنے گھروں میں بزدلوں کی طرح بیٹھ رہے۔ تو دنیا پر ثابت ہو جائیگا۔ کہ ان کا دعوےٰ اسلام صرف دکھاوے کا ہے۔ حقیقتاً ان کو اسلام سے کوئی بھی دلچسپی نہیں۔ میرے نزدیک ہر جماعت کے سربرآوردہ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ فوراً اپنے اپنے لوگوں کی طرف سے مطلوبہ رقم کا اعلان کردیں۔ اور پھر ایک مقررہ مقام پر جمع ہو کر کام کی تفصیل اور انتظام پر غور کرلیا جائے۔ اب اس امر کا وقت نہیں۔ کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنا وقت ضائع کیا جائے۔ اب کام کا وقت ہے۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھ کر جب تک کام نہ کیا جاوے گا۔ اسوقت تک ہرگز کامیابی نہ ہوگی۔ اگر میرے اس اعلان کے بعد بجائے کام شروع کردینے کے اس پر اشتہار بازی شروع ہوگئی۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ کام کرنے کی روح مرگئی ہے۔ اور دل اسلام سے بیزار ہوچکے ہیں ؛

میں نے اپنی سکیم کی تفصیلات کو طے کرنے کے لئے اور وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے چودہری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر تالیف و اشاعت کو جو خود راجپوت ہیں۔ اور کئی سال تک انگلستان میں تبلیغ کا کام کرچکے ہیں۔ اور اسوقت اشاعت اسلام کے صیغہ میں میرے سکرٹری ہیں۔ ان علاقوں کا دورہ کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ ان کی رپورٹ پر ہم تو انشاء اللہ اپنے رنگ میں کام شروع کردینگے۔ پھر ذمہ واری دوسرے لوگوں پر ہوگی۔ کیونکہ اس کام کو جب تک منتظم صورت میں نہ کیا گیا۔ جلدی اور وسیع نتائج پیدا ہونگے

سربرآوردہ لوگوں کے لئے پرائیویٹ چٹھی

چونکہ اس کام کے متعلق بعض امور ایسے ہیں کہ ان کا عام طور پر شایع کردینا تبلیغ کے راستہ میں روک ہوگا۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہر جماعت کے سربرآوردہ لوگوں میں ایک پرائیویٹ چٹھی کے ذریعہ اس کام کی بعض تفاصیل کو پیش کروں۔ جسے میں انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں تک شایع کرنے کے قابل ہوسکوں گا یہ چٹھی صرف ایسے لوگوں میں شایع کی جائیگی۔ جو کسی جماعت پر اثر رکھتے ہیں۔ اور جن کی نسبت یہ معلوم ہوا۔ کہ دیانتداری سے اس بوجھ کے اٹھانے میں حصہ لینا چاہتے ہیں ؛

ایڈیٹران اخبارات سے درخواست

آخر میں میں تمام ایڈیٹران اخبارات سے جن کے پاس یہ اعلان پہنچے۔ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس اعلان کو اپنے اخبار میں شایع کردیں۔ تاکہ تمام ان لوگوں کو جو اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اطلاع ہو۔ اور تا شاید خوابیدہ دلوں میں کوئی بیداری پیدا ہو۔ ورنہ ہم تو حجت پوری کر ہی چکے ہیں ؛

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین +

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ امام جماعت احمدیہ

(مورخہ ۹ مارچ ۱۹۲۳ء)

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

ضروری اعلان

چونکہ فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لیئے جو جماعت مجاہدین (واعظین) کی حضرت خلیفۃ المسیح بھیج رہے ہیں اسکے لئے خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے۔ اور معلوم نہیں کس وقت اسکو اس سعادت کے حصول کی عزت نصیب ہو جاوے۔ اسلیئے میں یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم کو جاری رکھنا میری زندگی کا خاص مقصد ہے اور مجھے اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے کہ الحکم کسی وقت بھی معرض التواء میں رہے۔ جن کاموں کا انحصار کسی خاص شخصیت پر ہو انکی موت یقینی ہوتی ہے اسلیئے میں چاہتا ہوں کہ احباب الحکم کے اجراء اور بقاء کے لیئے خاص طور پر اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کریں اور اسکو اس قابل بنا دیں کہ وہ میری حاضری اور غیر حاضری میں برابر جاری رہے۔ میں اس کوشش میں ہوں کہ اسکی اشاعت میں اب کوئی نقص واقع نہ ہو مگر اسباب کے ماتحت یہ احباب کا بھی فرض ہے کہ وہ اسکی مالی اعانت اور توسیع اشاعت کے فرض کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اسکو اس قابل بنائے رہیں۔ میں اس کی اصلاح اور درستی میں اتنا مصروف رہا ہوں کہ سرپرستوں کو تحریک بھی نہیں کر سکا۔ اگر میری تجویز کے موافق دو سو بزرگوں نے میری تحریک کو لبیک کہا تو انشاء اللہ میں اس فکر سے سبکدوش ہو جاؤں گا۔ اور ایک قابل ایڈیٹر کی خدمات اخبار کے لیئے حاصل کی جا سکیں گی +

خریداران الحکم یاد رکھیں کہ یہ وقت ہمت اور مستعدی سے کام کرنے کا ہے۔ واقعات اور حالات میں اسقدر جلد انقلاب پیدا ہو رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ اسلیئے انہیں چاہیئے کہ وہ محض تحریکوں ہی کے لیئے انتظار نہ کریں۔ وی پی وصولی قیمت کے جو ان کے نام بھیجے جا رہے ہیں وہ وصول کریں اور اسطرح اپنے خادم کارخانہ کا ہاتھ بٹائیں۔

مجھے چونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت اس غرض کے لیئے روانہ ہو جانا پڑے گا اسلیئے میں نے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھا ہے کہ الحکم کو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت کی ایک یادگار [illegible] کریں اور میری موجودگی یا عدم موجودگی اس پر موثر نہ ہو۔ (عرفانی)

عدالت دیوانی باجلاس ملک عبد المجید خانصاحب عدالتی علاقہ [illegible]

پیران دتہ ولد [illegible] سکنہ میانی بھگو پوریاں تحصیل [illegible] ڈگریدار
بنام
فتح الدین ولد پیر بخش جٹ ساکن میانی بھگو پوریاں تحصیل [illegible] مدیون

اجرائے ڈگری
اشتہار طلبی مدیون

چونکہ مدیون دیدہ دانستہ حاضری سے گریز کرتا ہے لہٰذا اشتہار بنام مدیون زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ مدیون [illegible] ۱۹۲۳ء تاریخ مقررہ پر حاضر آ کر جوابدہی کرے۔ ورنہ بصورت عدم حاضری کی نسبت کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔

دستخط حاکم ۲۳ ماہ پھاگن سمت ۱۹۷۹

تحریک برلن مسجد کے برکات

برلن مسجد کی تحریک ایسی بابرکت ہوئی ہے کہ اس نے احمدی خواتین کی مخفی ایمانی قوتوں کو نمایاں کر دیا ہے۔ ان میں خدمت دین اور اشاعت سلسلہ کا ایک جوش پیدا ہو گیا ہے کہ

مردوں میں بھی اس کی نظیر کم ملے گی

فتنہ ارتداد کے انسداد کے لیئے جو تحریک یہاں ہوئی ہے اس میں شرکت کے لیئے لجنۃ اماء اللہ کی ممبروں میں بھی جوش پایا جاتا ہے اور وہ اپنے ایمانی جوش میں آمادہ ہیں کہ ملکانہ قوم کی مستورات میں جا کر وعظ و تبلیغ کریں اور ان کو اسلام کی خوبیوں اور برکتوں سے آگاہ کریں +

خدا تعالیٰ کی ان نیک بندیوں کا اجر اُس کے حضور بعید ہے اور مردوں کو غیرت دلانے کے لیئے اسی قدر کافی ہے۔ چندہ کی تحریک میں ہر جگہ سے رقوم آ رہی ہیں۔ مسجد کا نقشہ اور اس کے متعلق تفصیل آ گئی ہے میں اسکو رسالہ تادیب النساء (سابق احمدی خاتون) ماہ مارچ ۱۹۲۳ء میں درج کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں وباللہ التوفیق +

اس تحریک کی برکات میں سے ایک برکت یہ ہے کہ احمدی خواتین میں جوش تبلیغ بڑھ گیا ہے اور ان کے ذریعہ سلسلہ میں مستورات داخل ہو رہی ہیں۔ اس وقت تک کہ میں یہ نوٹ لکھ رہا ہوں

۵۰ کے قریب مستورات داخل سلسلہ ہو چکی ہیں

یہ وہ مستورات ہیں جنہوں نے برلن مسجد کی اہمیت سمجھ کر چندہ پیش کیا لیکن جب انہوں نے یہ معلوم کیا کہ یہ چندہ احمدی خواتین کے سوا کسی دوسرے سے نہیں لیا جاتا تو

انھوں نے احمدیت کے اس اخلاص کی روح کو محسوس و مشہود کیا

اور سلسلہ احمدیہ کی دعوت کو قبول و منظور کیا۔ انکی یہ نیکی کہ انھوں نے مسجد برلن کے لیئے چندہ دینا چاہا انہیں بہت بڑی نیکی کی طرف لے آئی یہ وہ پھل ہے جو انھوں نے فوراً اس نیکی کا پایا۔

مستورات میں چندہ کی تحریک کے لیئے میرے مکرم بھائی مستری اللہ بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر نے بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مستری صاحب خود ایک غریب آدمی ہیں مگر دل کے دولتمند ہیں اور سلسلہ کے لیئے خاص جوش اور اخلاص کی روح ان میں کام کرتی ہے اور ایسی ہی روح انکی اہلیہ میں بھی ہے اس نیک خاتون کے پاس جو کچھ بھی تھا

اس نے سب ہی اس تحریک میں دیدیا ۔/۱۰۰

اور پھر امرتسر جا کر چندہ کی تحریک مستورات میں کی اور تین ہزار ایک سو روپیہ چندہ وصول کیا امرتسر کی جماعت میں پندرہ سے زیادہ جدید احمدیوں کا اضافہ ہوا جن میں دو تین مرد ہیں اور باقی مستورات ہیں اس نیک خاتون کا نام

مہراں بی بی

ہے۔ سلسلہ کو ایسی بہت سی خواتین کی ضرورت ہے جو اپنی زندگی میں ایسے شاندار کام کریں۔ یہ خدا کے فضل کی بات ہے وہ جسکو چاہتا ہے

عطا کرتا ہے

غرض

برلن مسجد کی تحریک بہت بابرکت ہو رہی ہے اور اس نے جماعت میں ایک مستعدی کی لہر پیدا کر دی ہے

اللّٰھم زد فزد

فتنہ ارتداد کے انسداد کیلیے احمدی جماعت کا دوسرا قافلہ

سلسلہ احمدیہ شور و نمائش کو بیسود چیز سمجھتا ہے اسکی بعثت کی غرض

اشاعت و حفاظت اسلام ہے

اور وہ اس کام میں اپنی طاقت اور ہمت کے موافق لگا ہوا ہے لیکن فتنہ ارتداد کی شدت نے اسکے کام کو بہت بڑھا دیا ہے ہم اس سے پہلے متعدد مشن اشاعت اسلام کے بیرونی ممالک میں قائم کر چکے ہیں اور اندرونی دشمنوں سے آئے دن ہمیں مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ تاہم اس فتنہ کے انسداد کیلئے حضرت امام ہمام کو بہت اضطراب ہے اور جماعت میں ایک بیتابی ہو رہی ہے اسلیئے کہ یہ بہت بڑی آفت اسلام کے لیئے ہے اور اب اس فتنہ نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی ہیں اور انہیں پتا لگ رہا ہے کہ

باز آمدہ شب دیجور

جو سودا انھوں نے برادران یوسف سے کیا تھا وہ کس قدر مہنگا پڑ رہا ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے بہت پہلے ان حقیقتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا۔ اور ان کو آنے والے خطرات سے ڈرایا تھا اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ ان دکھوں کا علاج اشاعت اسلام ہے۔ ان نادانوں نے اسکو بیجا سمجھا مگر آج شردھانند اُنہیں دکھا رہا ہے اور ہر شخص ان کو دیکھ رہا ہے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں سے جو اتحاد کیا تھا اسکی غرض محض انکو مذہبی جذبات سے خالی کرنا تھا اور جب انھوں نے دیکھ لیا کہ

یہ مسلمان۔ آہ! مسلمان! اپنے مذہب کو آسانی سے فروخت کر سکتے ہیں

تو انھوں نے اپنے عقیدہ کو سنبھال لیا۔ اب مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہیں اور انکو معلوم ہو گیا ہے کہ اس اتحاد کی کیا غرض اور مقصد تھا اگر اب بھی مسلمان بیدار نہ ہوئے تو انکی ہلاکت میں

کوئی شبہ نہیں

بہر حال اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ پس فتنہ ارتداد کے انسداد کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ چٹھی جو آپ نے دکیل کی دعوۃ پر لکھی ہے شائع ہو چکی ہے حضرت نے اس چٹھی کے جواب کا انتظار نہیں کیا اور آج ۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء کو دوسرا قافلہ روانہ کر رہے ہیں جو گو چھوٹا ہے مگر پہلا قافلہ تھا۔ اس قافلہ سالار خود صیغہ تالیف و اشاعت کا ناظر ہے جو عرصہ دس سال تک انگلستان میں اشاعت اسلام کا کام کر کے آیا ہے یعنی مکرمی چوہدری فتح محمد صاحب سیال جو خود راجپوت قوم کے ایک معزز ممبر ہیں۔ احباب مجاہدین کی اس جماعت کیلیے دردِ دل سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ انکا حافظ و

مسز سروجنی نائڈو کی تقریر کا لب لباب

از قلم منشی حسین بخش صاحب (مدقق) بٹالوی مصنف مشیر ہند و دیگر کتب

(نمبر اول)

مندرجہ بالا مضمون میرے ایک نہایت مکرم اور قدیم دوست منشی حسین بخش صاحب بٹالوی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ منشی صاحب کسی معرفی کے محتاج نہیں ہیں وہ ایک پرانے اہل قلم ہیں اور متعدد کتابیں آپ کے زور قلم کا نتیجہ ہیں سیاسی حیثیت سے انہوں نے نمائیش کو کبھی پسند نہیں کیا۔ وہ ایک زمانہ سے وہ گورنمنٹ اور ملک کی خدمت اس پہلو سے کر رہے ہیں۔

سب سے پہلے ان کے دماغ میں مطیع سرکار انجمنیں بنانیکی تحریک آئی مگر اسوقت نہ تو گورنمنٹ نے چنداں پروا کی اور نہ ملک کے اس طبقہ نے جو آج بھی پورے وفادار ہیں اس ضرورت کو محسوس کیا بلکہ اُسوقت بھی اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے توجہ دلائی گو صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اب جبکہ ملک کے گوشہ گوشہ سے آزادی سوراجیہ کی صدائیں بلند ہوئیں تو میرے قدیم دوست حضرت مدقق کا خواب [illegible] ہیں تو

امن سبھاؤں کے رنگ میں پورا ہو گیا

اور دوسرے صوبوں میں ابھی یہ تحریک کسی اور رنگ میں جاری ضرور ہے۔ مدقق صاحب نے اپنے اس مقصد کو ہمیشہ مدنظر رکھا اور ملک اور حکومت کی خدمت کے لئے تقریروں اور تحریروں سے ہمیشہ آمادہ رہے چنانچہ پچھلے دنوں مشیر ہند کے نام سے ایک قیمتی رسالہ آپ نے لکھ کر شائع کیا یہ رسالہ اپنے نام کے لحاظ سے فی الحقیقت اسم بامسمی ہے ایسے رسالوں کی اشاعت کثرت سے اور ہر زبان میں ہونی چاہیئے۔ اور مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی ہے کہ مصنف نے خود اس رسالہ کو بکثرت شائع کرنے میں تامل نہیں کیا لیکن یہ امر صرف مصنف کی ذات تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ امن سبھاؤں کو اور ملک کے اس طبقہ کو جو موجودہ شورو شر کو ملک کے لیئے اس رنگ میں مفید نہیں سمجھتا مناسب ہے کہ کثرت سے اسے شائع کرے۔ اور گورنمنٹ کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے لٹریچر کو ملک میں پھیلائے تا کہ زہریلے خیالات کے لیئے تریاق کا کام دے۔ غرض یہ مضمون جو میں درج کر رہا ہوں مشیر ہند کے مصنف منشی حسین بخش صاحب مدقق بٹالوی نے لکھا ہے۔

مسز سروجنی نائڈو ہندوستان اور انگلستان میں ایک مشہور ساحرہ زبان ہے مجھکو اگرچہ مسز موصوفہ سے ملنے کا موقعہ نہیں ملا اگر ڈاکٹر میجر نائڈو مسز کے شوہر سے ذاتی نیاز کی عزت حاصل ہے سروجنی نائیڈو ہندوستان میں بلبل ہند کہلاتی ہیں ان کے خیالات پر تنقید لیے ہو دلچسپی سے پڑھی جائے گی [illegible]

(۱) پنجاب کے علاوہ اور کوئی صوبہ نہیں جو دنیا کو اتفاق کا ثبوت دے سکتا ہے اور اس اتفاق کو کوئی گردش زمانہ توڑ نہیں سکتی۔

(۲) گاندھی نے کہا تھا کہ ہم صرف صوبہ پنجاب کے بھروسہ پر ہی لڑائی لڑینگے (۳) پنجابیو تم سوراج کی بنیاد توڑ رہے ہو کہ ہندو الگ مسلمان الگ سکھ الگ (۴) گاندھی نے یہ بھی کہا تھا کہ اتفاق سوراج کی جان ہے جسکو آپ پنجاب میں نہیں پاتی ہوں (۵) جب پنجاب میں اتفاق نہ ہو تو سول نافرمانی کیسے شروع کی جاسکتی ہے (۶) مسلمان کہتے ہیں کہ بلحاظ ہماری تعداد کثیر کے ہمکو دفتروں میں زیادہ جگہ دو (۷) ہندو تم نوکریوں کے لیئے کانگرس اور دھرم میں رکاوٹ پیدا کرنے چاہتے ہو کہ یہ سب کچھ ہمکو ملجائے یہ لالچ اور تنگدلی ٹھیک نہیں ہے (۸) اگر ہندو اسلیئے طاقت حاصل کرتے ہیں کہ مسلمانوں یا سکھوں سے مقابلہ کریں تو یہ سخت غلطی ہے (۹) جب مسئلہ خلافت پیش ہوا کہ مقامات مقدسہ میں حضرت علی حسن حسین کی ہڈیاں خطرہ میں تھیں (۱۰) تو ہندوؤں نے کہا تھا کہ جبتک خلافت آزاد نہ ہوگی ہندو مسلمانوں کے پسینہ پر اپنا خون بہائیں گے۔ پرتاب ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۴ کالم ۱ تا ۲ (۱۱) ہندو مسلمانوں کی وجہ کشیدگی مذہبی دیوانگی اور کچھ چند تعلیم یافتہ بزرگ اپنے ذاتی فائدہ کے لیئے تنازعات برپا کراتے رہتے ہیں پرتاب ۲۰ فروری ۱۹۲۳ء

تنقید بیان مذکور

(الف) فقرہ نمبر ۱ میں نیڈو نے زور سے کہا تھا کہ صرف پنجاب میں ہی اتفاق قائم ہے مگر آگے چلکر فقرہ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ سے نادانستہ طور پر خود ہی اسکی تکذیب اور تردید کردی کہ پنجاب میں اتفاق ہرگز نہیں ہے (ب) نمبر ۲ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوائے پنجاب کے گاندھی کی اور کسی جگہ دال نہیں گلی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نافرمانی کرنیکا صرف پنجاب پر ہی بھروسہ کیا تھا (ج) فقرہ نمبر ۴ نافرمانی متعلقہ بُت الاؤ لارنس صاحب کو روکتا ہے کہ بحالت عدم اتفاق نافرمانی نہ کی جائے نیز رپورٹ کانگرس کمیٹی بھی اسکی مؤید ہے کہ ملک نافرمانی کرنیکو تیار نہیں جسپر ہے مفصل علیحدہ لکھا ہے (د) فقرہ نمبر ۶ میں بلحاظ تناسب تعداد آبادی اہل اسلام کے استدعا ملازمت کا ذکر ہے جو بروئے عدل و انصاف و حصول تمدن بالکل واجب اور درست ہے مگر کہ بعض عدم تعاون اسپر ناحق چیخ چیخ اور چلاتے اور اپنے جاموں سے باہر ہوئے جاتے ہیں اور راز علی میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم پر بھی ہر وقت زہر اگلنے سے باز نہیں آتے جسپر نیڈو نے مجبوراً یہ مدنظر اصول حقوق کے غیر منصفوں کو فقرہ نمبر ۷ میں بھاری تنبیہ کی کہ ایسے لوگوں کا یہ خیال کہ سب کچھ انکو ہی ملجائے لالچ و تنگدلی ہے اور فقرہ نمبر ۸ میں اسکو اور صاف کردیا کہ اگر ہندو بھائی اسلیئے طاقت حاصل کرتے ہیں کہ مسلمان یا سکھوں سے مقابلہ کریں تو یہ انکی سخت غلطی ہے (ہ) فقرہ نمبر ۹ میں یہ بیان (کہ مقامات مقدسہ میں آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی ہڈیاں خطرہ میں تھیں) بہت ہی ناواجب اور نہایت مکروہ اور خلاف ادب و آداب کے سخت دل آزار ہے (و) فقرہ نمبر ۱۰ کی اصلیت یہ ہے کہ بعض عدم تعاونی ہندوؤں نے (جو مسلمان قابو آئے) سوراج دلانے اور ہمدردی خلافت کے صرف سبز باغ دکھانے سے اپنے ساتھ ملاکر (بجائے ان کے پسینہ پر اپنا خون بہانے کے) انکو طرح طرح کی تکالیف اور مصائب شدیدہ میں پھنسایا اور بہت مقامات میں بذریعہ فسادات کے مسلمانوں سے جو سلوک کیا اور کر رہے ہیں وہ مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے اور ایک مزید چال کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

اوّل لودھیانہ میں تجویز ہوا کہ چھ لاکھ مسلمانوں کو مرتد بنالیا جائے دوم تین سو اور دو گاؤں کے مسلمانوں کو مرتد بنالیا سوم دس لاکھ مسلمانوں کو ہندو بنانا فرض بتلایا ہے چہارم غرض مذکور کے لیئے دو ہزار روپیہ چندہ فوراً جمع ہوگیا دیکھو ترتیب وار پرتاب ۲۰ فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۲ یکم مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۳ و ۷۔ ۲۱ مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۸۔ ۵ مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۳۔ کوئی پوچھے کہ عدم تعاونی ہندوؤں سے آزادی خلافت اور مقامات مقدسہ کے لئے کیا امداد کی امید کر سکتے ہیں جبکہ ان کو اسلام (یعنی اسلام اور سرور [illegible] خلفاء) سے سخت دشمنی ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ دہلی مشیر ہند کا نمبر ۲۷) تو پھر وہ خلافت اسلام کے خیر خواہ کس طرح ہو سکتے ہیں جو محض ظاہر داری ہے مگر افسوس کہ بعض مسلمان بھائی انکی از حد مخالفت پر بھی (دیکھو مضمون عنوان ع۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم پرتاب ۲ مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲) ذرہ بھر غور نہیں فرماتے میں زیادہ نہیں تو وہ مضمون مذکور ہی پڑھیں اور کم سے کم ڈاکٹر مسٹر محمد اقبال صاحب کے خطاب سر عطا ہونے پر جو شور وغل مچایا گیا اُس سے اندازہ کریں کہ مسلمانوں سے کیا برتاؤ کیا جاتا ہے (ز) نیڈو نے فقرہ نمبر ۱۱ کے حصہ اول میں وجہ کشیدگی ہندو مسلم کو مذہبی دیوانگی کہا ہے جو ہر ایک فرقہ مذہبی کے لیئے دلخراش ہے اور حصہ آخر میں ذاتی فائدہ چند تعلیم یافتہ کا بتلایا کہ تنازعات کو وہ برپا کرتے ہیں جسپر ہمارے خیال میں نیڈو نے غالباً اُس قسم کے بہت سے مضامین پر نوٹس لیا ہے جنکا علاوہ دیگر اخباروں کے وقف اخبار پرتاب سے ہی چند ایک کا نمونہ یہ ہے (۱) پنجاب میں ہندوؤں کی حالت قابل رحم ۲ دسمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۹ (۲) مسلمانوں کا لاٹھیوں سے ہندوؤں پر حملہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۳ (۳) ہندوؤں پر مسلمانوں کا حملہ ۵ دسمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۴ (۴) علمائے اسلام کا فتوی نقصان دہ ۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۱ (۵) مسلمانوں کا گاؤکشی پر زور دینا ۱۴ فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۶ (۶) ہندوؤں کی کمزوری ۲ جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۴ (۷) ہندوؤں کی چوٹی مسلمانوں کی قینچی ۹ جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۳ (۸) ہندو کب تک مرتے رہینگے ۱۸ جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۵ کالم ۱ (۹) ہندوؤں کو مضبوط کرو ۱۱ جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۵ وغیرہ وغیرہ

گاندھی نے کہا تھا کہ جب تک ہر ایک فرد ملک کو (اتفاق سے) قائل نہ کیا جائے تو نسلوں تک سوراج نہیں مل سکتا جب نہ صرف بیان نیڈو سے ہی بلکہ مسلمہ طور سے ملک میں اتفاق موجود نہیں بلکہ شورش حال نے پہلے اتفاق کو بھی نفاق و دشمنی اور عناد سے تبدیل کردیا اور بعض کا خیال ہے کہ مذہبی فرقہ بندی سد راہ اتفاق ہے اور اگرچہ پہلی کانگرس سے بقول مسٹر پٹیل ۳۰ سال میں بیحد و بیحساب روپیہ خرچ کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور اب کانگرس کی بھی کئی پارٹیاں ہو گئیں اور دن بدن ہو رہی ہیں اور خود لیڈران سوراج کے اختلافات نے بھاری طوفان برپا کر رکھا ہے اور مسلمانوں کی سخت مخالفت کی جارہی ہے کہ علاوہ ملازمتوں کے وہ ممبری میونسپلٹی اور کونسلوں میں بھی نہ داخل ہوں تو پھر سوراج یقیناً ہرگز نہیں مل سکتا ہے (اس بارہ میں ملاحظہ ہو ہمارا مشیر ہند) اگر ایک منٹ کے لیئے بفرض محال سوراج کا ملنا مان لیا جائے اور بقول نیڈو دیوانوں کے ہاتھ میں تلوار دی جائے تو پھر سب کے سب آپس میں (بلا کسی شک و شبہ) کٹ مرینگے اور مسلمانوں کو ہرگز زندہ نہ چھوڑا جائے گا۔ سوراج سوراج کی پکار تو سوراج کے خواہاں کر رہے ہیں مگر سخت اور شدید خطرہ مذکور پر بالکل توجہ اور غور نہیں کی جاتی ہے کہ اصل نتیجہ کیا ہوگا۔

کوئی صاحب سوراج کے شائق ہمدردی ملک اور قوم کو مدنظر رکھکر ٹھنڈے دل سے بلا کسی خود غرضی اور تعصب کے اس خاص امر پر پوری روشنی ضرور ڈالیں +

درخواست دعاء

عزیز القدر عزیز احمد صاحب احمدی سوداگر کے خط سے جو میرے ہموطن ہیں معلوم ہوا کہ میرے حقیقی بھائی امیر احمد کا نکاح مسماۃ امۃ ذی سے ۲۰۰ روپیہ مہر پر ۳ مارچ ۱۹۲۳ء کو ہوا احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو جانبین کے لیئے مبارک اور راحت و سعادت کا موجب بنائے۔

خاکسار (سید) علی احمد۔ [illegible] ضلع انبالہ حال دار الامان۔